تحریر:۔ ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی مرحوم
ترجمہ:۔ عبدالحی ابڑو۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

# سیرت نبوی کی خصوصیات

اور

# بنیادی مآخذ

سیرت نبوی کی بے شمار خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے سیرت طیبہ کے مطالعے سے انسان کو روحانی فکری اور تاریخی لحاظ سے بڑی لذت محسوس ہوتی ہے۔ علماء، داعیانِ حق اور اجتماعی اصلاح کے کام میں مشغول افراد کے لئے سیرت کا مطالعہ اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ انہیں اس کے ذریعے کٹھن مراحل میں ہدایت ورہنمائی اور اطمینان وسکون میسر آئے۔ اور وہ لوگوں کے درمیان جب دعوت دین کا کام سرانجام دیں تو لوگوں کے دیدہ ودل ان کے لئے فرش راہ ہوں اور ان کی دعوت کے ذریعے اس کے مقاصد کا حصول ممکن اور آسان ہو سکے۔ سیرت طیبہ کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ سیرت طیبہ خدا کے نہایت جلیل القدر پیغمبر کی ایک مستند تاریخ ہے۔ بلاشبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ سند اور ثبوت کے لحاظ سے نہایت مستند علمی ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے۔ سیرت کے نمایاں پہلو اور واقعات کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں ان من گھڑت واقعات اور معجزات وغیرہ کو بھی چھانٹ کر الگ کیا جا سکتا ہے جو بعد کے زمانے میں جہالت کی وجہ سے سرکار رسالت مآب کی طرف اس غرض سے منسوب کئے گئے کہ آپ کی ذاتِ گرامی کو اس مقام سے اوپر اٹھایا جائے جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم مرتبہ اور پاکیزہ سیرت دے کر فائز فرمایا ہے۔

سیرت طیبہ کا مستند اور کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہونا ایک ایسی امتیازی خصوصیت ہے جو پچھلے انبیاء اور رسولوں میں سے کسی نبی کی سیرت میں نہیں پائی جاتی۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے واقعات یہودیوں کی تحریف اور کمی بیشی کی نذر ہو گئے۔ جس کی وجہ سے موجودہ توریت سے ان کی مستند سیرت کال کر پیش نہیں کی جا سکتی۔ خود کئی یورپی ناقدین نے توریت کے بعض اجزا کی صحت کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے کچھ حضرات نے یقین سے کہہ دیا ہے کہ اس کے بعض اجزا حضرت موسیٰ کی زندگی میں

یا ان کی وفات کے بعد کے قریبی زمانے میں لکھی ہی نہیں گئے تھے بلکہ ان کی تالیف بہت بعد میں ہوئی ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا مؤلف کون ہے۔ توریت میں واردشدہ ان کی سیرت کے غیر مستند ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے لہذا کسی مسلمان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ان کی سیرت کے صرف اتنے حصے کے درست ہونے پر ایمان رکھے جو قرآن کریم یا سنت صحیحہ میں بیان ہوا ہے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے بارے میں بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ انجیل کے جن اجزاء کو مسیحی کلیسا باقاعدہ طور پر تسلیم کرتی ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ حضرت مسیح کی وفات کے سینکڑوں سال بعد انہیں وضع کیا گیا تھا اور عیسائیوں میں پھیلے ہوئے سینکڑوں نسخوں میں سے بغیر کسی علمی دلیل کے صرف انہی کا انتخاب کیا گیا۔ اس پر مستزاد خود ان کے مؤلفین کی طرف ان کی نسبت بھی کسی سائنٹیفک طریقے سے ثابت نہیں اس لئے کہ مؤلفین تک ان کی کوئی متصل اسناد موجود نہیں۔ پھر مغربی ناقدین کا ان حضرات کے ناموں اور ان کے زمانوں کے بارے میں بھی باہم اختلاف ہے۔

اگر دنیا میں پھیلے ہوئے مختلف ادیان کے پیامبر رسولوں کی سیرت کا حال یہ ہے تو پھر دیگر مذاہب کے بانیوں اور فلسفی حضرات بدھ اور کونفیشس وغیرہ کی سیرتوں میں تو شک کی بنیادیں اور زیادہ مضبوط ہو جاتی ہیں۔ ان کی سیرتوں کے بارے میں ان کے پیروکار جو روایت نقل کرتے ہیں علمی تحقیق کی رو سے ان کی کوئی قابل اعتماد بنیاد نہیں ملتی۔ ان کی بنیاد صرف اتنی ہوتی ہے کہ مذہبی پیشوا انہیں ایک دوسرے کو سناتے رہتے ہیں۔ ہر نسل پچھلی نسل کے مقابلے میں چند من گھڑت قصے کہانیاں ان میں شامل کرتی رہتی ہے جنہیں تعصب سے پاک آزاد عقل کبھی نہیں کرسکتی۔

اس بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ ملاوٹ سے پاک اور اسناد کے لحاظ سے تواتر کے ساتھ ثابت شدہ سیرت صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے تمام پہلو آپ کے والد حضرت عبداللہ کے حضرت آمنہ سے نکاح کے وقت سے لے کر آپ کی وفات تک مکمل طور پر وضاحت کے ساتھ ملتے ہیں۔ آپ کی ولادت، بچپن، جوانی، نبوت سے قبل ذریعہ معاش اور مکہ سے باہر کے سفر سے لے کر آپ کی بعثت تک کے حالات کے متعلق اچھی خاصی معلومات اور اس کے بعد نہایت تفصیل کے ساتھ سال بہ سال حالات وواقعات سیرت موجود ہیں۔ اس بنا پر آپ کی سیرت طیبہ آفتاب کی مانند واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے۔ ایک مغربی ناقد نے بجا طور پر کہا ہے کہ:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی وہ اکیلے شخص ہیں جو سورج کی روشنی میں پیدا ہوئے۔"

یہ بات پچھلے انبیاء کرام میں سے کسی کو بھی میسر نہیں آئی۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بچپن، جوانی

اور نبوت سے پہلے ان کے وسائل رزق و معاش کے بارے میں کوئی چیز نہیں ملتی۔ نبوت کے بعد ان کی زندگی کے بارے میں کچھ معلومات مل جاتی ہیں لیکن وہ اتنی جامع نہیں کہ اس سے ان کی شخصیت کی مکمل منظر کشی ہو سکے۔ یہی چیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ ہمیں ان کے بچپن کے متعلق صرف موجودہ انجیل کے اجزاء میں یہ بات لکھی ہوئی ملتی ہے کہ آپ ایک مرتبہ یہودیوں کے ہیکل میں آئے اور علماء یہود سے بحث مباحثہ کیا۔ اس ایک واقعے کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ نبوت کے بعد کے حالات میں بھی صرف ان کی دعوت و تبلیغ سے متعلق چند پہلوؤں کا تذکرہ ملتا ہے ان کے طریقہ بود و باش کے متعلق بھی چند اشارات ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ باقی چیزوں پر دھندلاہٹ چھائی ہوئی ہے۔

اس کے مقابلے میں سیرت کے مستند مآخذ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصی زندگی کی تمام باریکیاں تک لکھی ہوئی ملیں گی۔ جیسے آپ کا خورد و نوش، اٹھنا بیٹھنا، لباس، شکل و صورت، بولنے کا انداز، اپنے گھر والوں کے ساتھ رہن سہن، عبادت کا طریقہ، نماز کی کیفیت اور اپنے اصحاب کے ساتھ برتاؤ وغیرہ۔ باریکی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ سیرت کے بعض راویوں نے آپ کے سر اور ریش مبارک میں سفید بالوں کی تعداد تک بیان کر دی ہے۔

۳۔ سیرت طیبہ ایک ایسے انسان کی سیرت کا عکس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا۔ رسالت نے انہیں انسانیت کے رشتے سے الگ کیا نہ وہ من گھڑت قصے کہانیاں ان کی ذات گرامی سے پیوستہ کرنے کا سبب بنی اور نہ ہی ذرہ برابر بھی الوہیت کی صفات سے آپ کو متصف کیا۔ اگر اس کا موازنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے متعلق عیسائیوں، بدھ کے متعلق ان کے پیروکاروں، اور بت پرستوں کی اپنے معبودان باطل کے بارے میں بیان کردہ روایات سے کیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور ان حضرات کی سیرتوں میں بڑا واضح فرق محسوس ہوگا۔ اس بات کا ان کے پیروکاروں کے معاشرتی اور انسانی کردار میں نمایاں اثر موجود ہے۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بدھ کے لئے خداوندی کا دعویٰ کر کے انہیں اس بات سے بہت دور کر دیا گیا ہے کہ انہیں انسان کے لئے اس کی ذاتی اور معاشرتی زندگی میں اسوہ اور نمونے کی حیثیت حاصل ہو۔ جب کہ سرکار رسالت مآب کی سیرت طیبہ ہمیشہ ہر اس شخص کے لئے ایک مکمل انسانی نمونہ پیش کرتی رہی ہے اور کرتی رہے گی جو اپنی ذات اپنے خاندان اور اپنے معاشرے میں خوش گوار طریقے سے اور باعزت زندگی بسر کرنا چاہتا ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| لقد کان لکم فی رسول اللہ | بلاشبہ تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک |
| اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو | بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم |
| اللہ والیوم الآخر (احزاب ۲۱) | آخر کا امیدوار ہو۔ |

۴۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہے اس میں ایک طرف رسالت

سے سرفراز ہونے سے قبل ایک نوجوان، دیانت دار اور راست رو محمدؐ کی سیرت کی جھلک ملتی ہے تو دوسری طرف اللہ کی طرف بلانے والے ایسے رسولؐ کی زندگی کی عکاسی ہوتی ہے۔ جو اپنی دعوت کو پھیلانے کے لئے بہتر سے بہتر انداز کی تلاش میں دن رات مشغول رہتا ہے۔ اپنے پیغام اور مشن کی ادائیگی کی خاطر اپنی انتہائی کوشش صرف کرتا ہے۔ اسی طرح شوہر اور باپ کی حیثیت سے بھی ان کی سیرت طیبہ کے گوشے ہمارے سامنے آتے ہیں اور آپ کے مشفقانہ طرز عمل، مثالی برتاؤ، شوہر، بیوی اور اولاد کے حقوق اور واجبات میں نمایاں امتیاز کی عکاسی ہوتی ہے اس کے علاوہ سیرت طیبہ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ مربی اور رہنما کی حیثیت سے آپ نے اپنے ساتھیوں کی کس طرح مثالی تربیت کی۔ اور اپنے اعلیٰ اخلاق کی جھلک اور کردار کی عظمت ان تک کیسے منتقل کی۔ جس کی وجہ سے وہ بھی ہر چھوٹے بڑے معاملے میں آپ کی پیروی کی کوشش کرتے رہے۔ دوست اور رفیق کے طور پر بھی آپ کی سیرت طیبہ کا ذکر ملتا ہے کہ آپ نے کس طرح رفاقت کے فرائض کو نبھایا اور اس کے آداب کا خیال رکھا جس کی وجہ سے آپ کے رفقائے کار آپ کی ذات گرامی سے خود اپنی ذات اور اپنے عزیز و اقرباء سے زیادہ محبت کرنے لگے۔ اسی طرح سیرت طیبہ میں ہمیں بہادر، جنگ جو، فاتح جرنیل، کامیاب سیاستدان، کامیاب تاجر، مخلص پڑوسی اور اپنے معاہدات پر سختی سے کاربند فریق کے طور پر آپ کی ذات گرامی کا عکس نظر آتا ہے۔ مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی سیرت طیبہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں اور زاویوں پر محیط ہے۔ اس بنا پر آپ کی ذات گرامی داعی حق، جرنیل، باپ شوہر، دوست، مربی، تاجر، سیاست دان اور حکمران سب کے لئے مکمل اسوہ اور جامع نمونہ ہے۔

ایسی یا اس سے قریب تر جامعیت ہمیں انبیائے سابقین اور مختلف مذاہب کے بانیوں یا جدید و قدیم فلسفیوں کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰؑ ایک قوم کے ایسے لیڈر کی نمائندگی کرتے ہیں جس نے اسے غلامی سے نجات دلا کر اس کے لئے چند اصول اور قواعد مقرر کر دیے جو صرف اسی قوم کے کام آ سکتے ہیں۔ لیکن ان کی سیرت میدان کارزار میں برسرپیکار افراد، مربیوں، سیاستدانوں، حکمرانوں، باپوں اور شوہروں کے لئے کوئی نمونہ پیش نہیں کرتی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ ایک عابد و زاہد داعی کے طور پر سامنے آتے ہیں جس نے مال و متاع اور گھر بار حاصل کئے بغیر دنیا کو خیر باد کہا۔ عیسائیوں کے ہاں ان کی جو سیرت ملتی ہے اس کے مطابق وہ جنگ جو، جرنیل، حکمران، باپ یا شوہر اور قانون ساز کے طور پر نظر نہیں آتے اور نہ ان کی کوئی دوسری ایسی صفات ہمیں ملتی ہیں جو حضور اکرمؐ کی سیرت میں موجود ہیں۔ یہی بات بدھ، کونفیشیوس، ارسطو، افلاطون نابلیون اور دیگر تاریخی مشاہیر کے بارے میں کہی جا سکتی ہے۔ اگر وہ اسوہ کی حیثیت رکھتے بھی ہوں تو زندگی کے صرف ایک گوشے میں جس میں انہیں شہرت و مہارت نصیب ہوئی تھی۔ جب کہ تمام شعبوں، مختلف صلاحیتیں رکھنے والے افراد اور تمام انسانوں کے لئے اسوہ کی حیثیت رکھنے والے فرد صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

۵۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی آپ کی رسالت و نبوت کی صداقت کی ایسی دلیل ہے جو کسی بھی شبہ سے بالاتر ہے ۔ بلاشبہ یہ ایک ایسے کامل انسان کی دعوت ہے جو اپنی دعوت کے بل بوتے پر یکے بعد دیگرے فتوحات سے ہمکنار ہوا ۔ یہ فتوحات معجزاتی یا فوق الفطری طریقے سے نہیں بلکہ فطری طور پر معمول کے مطابق اختیار کردہ طریقوں کے ذریعے حاصل ہوئیں ۔ چنانچہ آپ نے اپنی دعوت پیش کی تو آپ کو تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ تبلیغ کے ذریعے آپ کو چند ساتھی میسر آئے ۔ چار و نا چار جنگ کرنا پڑی تو نہایت حکمت و تدبر سے اپنے زیر کمان میدان کارزار میں برسر پیکار رہے ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مواقع پر آپ کو کامیابی اور توفیق سے نوازا جس کی وجہ سے جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ کی دعوت پورے جزیرہ عرب میں پھیل چکی تھی ۔ دعوت کا یہ پھیلاؤ ایمان کے ذریعہ ہوا تھا نہ کہ غلبہ و تسلط یا جبر و اکراہ کے ذریعے ۔ جس شخص کو زمانہ جاہلیت میں عربوں کی عادات و اطوار اور عقائد کا حال معلوم ہو اور اس بات سے بھی وہ واقفیت رکھتا ہو کہ وہ آپ کی دعوت کو روکنے کے لئے میدان میں اتر آئے اور اس سلسلے میں انہوں نے کئی اوچھے ہتھکنڈے بھی استعمال کئے یہاں تک کہ آپ کے قتل کا منصوبہ بھی بنایا گیا ۔ پھر دیکھا جائے کہ لشکر اسلام اور کفار کے درمیان برپا ہونے والے معرکہ میں دونوں کی جنگی تیاریوں میں کتنا بڑا فرق تھا ۔ اسی طرح بعثت نبوی سے لے کر وفات تک کے عرصہ کو دیکھا جائے تو ۲۳ سال کا مختصر عرصہ ہے اگر کسی پہ حقائق منکشف ہو جائیں تو وہ یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پامردی و استقامت ، قوت و تاثیر اور فتح و نصرت سے اس لئے نوازا کہ وہ اس کے سچے پیغمبر تھے ۔ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کی ایسی بے مثال مدد نہیں کرتا جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہو ۔

سرکار رسالت مآب کی سیرت آپ کی رسالت کو خالص عقلی طور پر بھی سچا ثابت کرتی ہے جو معجزات آپ کے دست مبارک سے ظاہر ہوئے صرف وہی عربوں کے ایمان لانے کی بنیاد نہیں تھے ۔ بلکہ یہ بات تو تاریخ سے ثابت ہے کہ ہٹ دھرم کفار نے کسی بھی معجزے کی بنیاد پر ایمان نہیں لایا ۔ مزید برآں ظاہری معجزے صرف اس شخص پر حجت ہو سکتے ہیں جو انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھے اور یہ بات تو یقینی ہے کہ بعد کے ادوار میں پیدا ہونے والے مسلمانوں کو آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی ۔ نہ ہی انہوں نے آپ کے معجزات کو دیکھا ۔ انہوں نے تو آپ کے دعوائے نبوت کو سچا ثابت کرنے والے عقلی دلائل کی بنیاد پر آپ کی ذات گرامی پر ایمان لایا ۔ عقل کو اپیل کرنے والے ان دلائل میں سر فہرست قرآن کریم ہے جو بلاشبہ ایک عقلی اور فکری معجزہ ہے اور جو ہر انصاف پسند ذی عقل شخص کے لئے اس بات کو ماننے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہنے دیتا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے پر ایمان لے آئے

یہ بات انبیائے سابقین کی سیرتوں میں نہیں پائی جاتی۔ ان کی سیرتوں سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ ان پر ان کی دعوت کے اصولوں پر غور و فکر کی بنا پر نہیں بلکہ ان سے ظاہر ہونے والے معجزات اور خوارق عادات کی بنا پر ایمان لائے تھے۔ اس کی واضح مثال حضرت عیسی علیہ السلام کی ذات گرامی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہودیوں کو آنحضرت کے سچے رسول ہونے کا یقین دلانے کے لئے بنیادی اسی بات کو بنایا کہ آپ اللہ تعالی کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے۔ بیماروں کو شفایاب کرتے۔ مردوں کو زندہ کرتے اور انہیں اس چیز کے متعلق بتاتے جو وہ کھاتے یا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے۔ موجودہ انجیل ہمیں یہ بتاتی ہے کہ صرف انہیں معجزات کی وجہ سے لوگ آپ پر یکایک ایمان لانے لگے۔ اس بنا پر نہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ بلکہ اس بنا پر کہ آپ (خدانخواستہ) خدا اور خدا کے بیٹے ہیں۔

حضرت عیسی السلام کے بعد بھی عیسائیت کو معجزات اور خوارق عادات کے بل بوتے پر فروغ حاصل ہوا۔ عہد جدید کی کتاب "رسولوں کے اعمال" اس کی بڑی دلیل ہے۔ چنانچہ جس عیسائیت پر اس کے پیرو کار ایمان رکھتے ہیں اس کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ ایسا مذہب ہے جس کی بنیاد معجزات اور خوارق عادات پر ہے نہ کہ ذہنی اطمینان پر۔ جب کہ سیرت نبوی میں ہمیں یہ خصوصیت واضح طور پر نظر آتی ہے کہ آپ کی رسالت پر کسی نے بھی کسی معجزہ کی وجہ سے نہیں بلکہ قلبی اور ذہنی طور پر اطمینان حاصل کر کے ایمان دیا۔ لیکن اللہ تعالی نے اپنے رسول کو جن معجزات سے نوازا وہ صرف ان کے اعزاز اور دشمنان حق کو لاجواب کرنے کی خاطر تھے جو شخص قرآن کریم کا مطالعہ کرے اسے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم نے رسول اکرم کی رسالت کو منوانے کے لئے غور و فکر اللہ کے عظیم کارخانہ قدرت کے مشاہدے اور آپ کے امی ہونے کے متعلق لوگوں کے پختہ یقین کا سہارا لیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے جو قرآن کریم لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک سچے رسول ہی کا کرشمہ ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔

"کفار کہتے ہیں کہ ،،کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں؟ کہو

"نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں کھول کھول کر،

اور کیا ان لوگوں کے لئے یہ (نشانی) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے، درحقیقت اس میں رحمت ہے اور نصیحت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ (العنکبوت، ۵۰،۵۱)

پچھلی امتوں کی طرح جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے معجزات پیش کرنے کے مطالبات بہت زور پکڑنے لگے۔ تو اللہ تعالی نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا گیا کہ:۔

"پاک ہے میرا پروردگار! کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا کچھ اور بھی ہوں؟" (بنی اسرائیل ۹۳)
اور انہوں نے کہا "ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لئے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے، یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے۔ یا خدا اور فرشتوں کو رو در رو ہمارے سامنے لے آئے۔ یا تو آسمان پر چڑھ جائے، اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں" اے نبیؐ، ان سے کہو:۔
"پاک ہے میرا پروردگار! کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا کچھ اور بھی ہوں؟" (بنی اسرائیل ۹۱-۹۳)
پس قرآن کریم نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انسان اور رسول ہیں اور اپنے دعوائے رسالت و نبوت میں معجزات اور خوارق عادات کا سہارا نہیں لیتے۔ بلکہ وہ ذہنوں اور دلوں کو مخاطب کرتے ہیں اور "جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے"۔ (الانعام ۱۲۵)

**سیرت طیبہ کے مآخذ** | سیرت طیبہ کے قابل اعتماد بڑے مآخذ چار ہیں۔

۱۔ قرآن کریم۔ قرآن کریم وہ بنیادی مآخذ ہے جس میں سیرت طیبہ کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ قرآن کریم نے آپ کے بچپن کا ذکر کیا ہے:۔ الم یجدك یتیماً فاٰوٰی، ووجدك ضالاً فهدی۔
کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا۔ اور پھر ٹھکانا فراہم کیا۔ اور تمہیں ناواقف راہ پایا۔ اور پھر ہدایت بخشی۔
اسی طرح قرآن کریم نے آپ کے اخلاق کریمہ کا بھی ذکر کیا ہے:۔
وانك لعلٰی خلقٍ عظیم اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو۔
قرآن کریم میں ان تکالیف کا بھی ذکر ملتا ہے جو آپ کے دعوت دین کے سلسلے میں برداشت کیں اللہ کے دین سے لوگوں کو روکنے کے لئے مشرکین نے آپ کے بارے میں جادوگر اور مجنون وغیرہ کے جو القاب آپ پر چسپاں کئے تھے قرآن مجید نے ان کا بھی بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح ہجرت رسولؐ اور ہجرت کے بعد ہونے والی ان جنگوں اور غزوات کا بھی ذکر کیا ہے جن میں آپ نے شرکت فرمائی۔ جیسے غزوہ بدر۔ احد۔ احزاب۔ صلح حدیبیہ۔ فتح مکہ۔ غزوۂ حنین۔ اسی طرح آپ کے چند معجزات کا بھی تذکرہ ہوا ہے جیسے اسراء معراج کا معجزہ۔
خلاصہ یہ کہ قرآن کریم نے سیرت نبوی کے کئی واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور جیسا کہ روئے زمین پر قرآن مجید سے زیادہ مستند اور کوئی کتاب نہیں ہے اور ایسے تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہے کہ کوئی ذی شعور انسان اس کی نصوص اور ان کے تاریخی ثبوت میں شک کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسی لئے کلام اللہ میں وارد شدہ سیرت کے حوادث و واقعات بلاشبہ سیرت کا مستند ترین مآخذ شمار کئے جاتے ہیں۔

لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ قرآن کریم میں سیرت کے واقعات تفصیل سے بیان نہیں ہوئے بلکہ صرف ان کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر جہاں جیسی معرکہ کا ذکر ہوا ہے وہاں اس کے اسباب مسلمانوں اور مشرکوں کے لشکر کی تعداد اور فریقین کے مقتولین کی تعداد کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف اس جنگ کے سبق آموز پہلو اور مقامات عبرت ونصیحت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ انبیاء سابقین اور گذشتہ امتوں کے واقعات کے بیان میں بھی قرآن کریم کا یہی اسلوب رہا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا مکمل نقشہ پیش کرنے کے لئے سیرت طیبہ سے متعلق صرف قرآنی نصوص پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ مستند احادیث مبارکہ: سیرت طیبہ کا دوسرا مستند مآخذ احادیث مبارکہ ہیں جو حدیث کی ان کتابوں میں نقل ہوئی ہیں جن کا قابل اعتماد اور ثقہ ہونا دنیائے اسلام میں مسلم ہے اور وہ یہ ہیں۔

صحاح ستہ۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ۔ ان کے ساتھ موطا امام مالک اور مسند امام احمد بھی۔ یہ کتابیں اور خاص طور پر بخاری و مسلم صحت، اعتماد اور تحقیق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ رہیں ان کے علاوہ دیگر کتب حدیث تو ان میں صحیح حسن اور بعض کتابوں میں ضعیف تک روایتیں پائی جاتی ہیں۔

ان کتابوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے واقعات، غزوات اور افعال و اعمال کا بڑا حصہ ذکر ہوا ہے جس سے سیرت کا ایک جامع تصور حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ بعض مقامات پر وہ نامکمل رہتا ہے اور جو بات اطمینان و اعتماد میں مزید اضافہ کر دیتی ہے وہ یہ کہ ان کتابوں کی روایات صحابہ کرام تک متصل سند کے ساتھ منقول ہوئی ہیں۔ بلاشبہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں اپنی زندگیاں بسر کیں۔ آپ سے انہیں خاص وابستگی رہی۔ اللہ نے انہی کے ذریعے اپنے دین کی مدد و نصرت فرمائی۔ اور رسول اکرم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کی تربیت فرمائی۔ جس کی وجہ سے وہ پوری تاریخ انسانیت میں اپنے اخلاق کی مضبوطی۔ قوت ایمانی۔ راست گفتاری۔ روحانی بلندی اور عقلی و فکری پختگی کے لحاظ سے ایک مثالی جماعت ہے۔ اس بنا پر رسول اللہ سے ان کی جو روایات متصل اور صحیح سند کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں وہ ایک تاریخی حقیقت ہیں جن میں ذرہ برابر بھی شک کی گنجائش نہیں۔

مستشرقین اور ان کے یورپ سے مرعوب ضعیف الایمان مسلمان پیروکاروں کی کوشش ہے کہ سنت نبوی کا جو مستند ذخیرہ ہمارے سامنے ہے ان کی صحت کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلا کر شریعت کو منہدم کرنے اور سیرت کے واقعات کو مشکوک بنانے کی راہ ہموار کی جائے۔ لیکن جس اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اسی نے ان کے باطل کا توڑ کرنے کے لئے ایک گروہ پیدا کیا۔ میں نے بھی اپنی کتاب "السنۃ ومکانتها فی التشریع الاسلامی" میں حدیث کی چھان بین کے سلسلے میں اپنے علمائے سلف کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ مستشرقین اور ان کے پیروکاروں کے شبہات کا حوالہ دے کر علمی انداز میں ان کا جائزہ لیا ہے۔

۳۔ **عہد رسالت کے معاصر عربی اشعار کا ذخیرہ** مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اور آپ کی دعوت پر اپنے شعراء کے ذریعے کیچڑ اچھالا اس لئے مسلمان بھی جواب دینے پر مجبور ہوتے چنانچہ اس زمانے کے نامور مسلم شعراء حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ وغیرہ نے اس مہم میں حصہ لیا۔ ادب اور سیرت کی بعد میں تصنیف کردہ کتابوں میں ایسے اشعار کا اچھا خاصا حصہ موجود ہے جس سے ہم اس معاشرے کے متعلق حقائق استنباط کر سکتے ہیں جس میں آپ نے زندگی گذاری اور جہاں دعوت دین نے اپنے آغاز میں نشو و نما پایا۔

۴۔ **سیرت کی کتابیں** سیرت طیبہ کے واقعات روایات کی شکل میں صحابہ کرام اپنے بعد والوں کو بیان کرتے تھے۔ بعض صحابہ کرام خاص طور پر سیرت کی باریکیوں اور تفصیلات سے شغف رکھتے تھے۔ پھر ان کے بعد تابعین نے روایت کی ذمہ داری سنبھالی اور ان روایات کو اپنے اپنے صحیفوں میں مدون کیا۔ ان میں سے بعض حضرات نے اس سلسلے میں خاص اہتمام کیا جیسے ابان بن عثمان بن عفان (۲۰ - ۱۰۵ھ) اور عروہ بن زبیر بن عوام (۲۳ - ۹۳ھ) اسی طرح چھوٹے تابعین میں سے عبداللہ بن ابوبکر انصاری (متوفی ۱۳۵ھ) محمد بن مسلم بن شہاب زہری (۵۰ - ۱۲۴ھ) جنہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں ان کے مشورے سے تدوین حدیث کا کام بھی سرانجام دیا) اور عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری (متوفی ۱۲۰ھ)

سیرت سے متعلق اہتمام ان حضرات سے بعد میں آنے والوں کی طرف منتقل ہوا جنہوں نے سیرت نبوی میں خاص تالیفات و تصنیفات مرتب کیں۔ مصنفین سیرت کے ابتدائی گروہ میں سرفہرست محمد بن اسحاق بن یسار (متوفی ۱۵۲ھ) کا نام آتا ہے جن کے ثقہ اور قابل اعتماد ہونے پر جمہور علماء اور محدثین کا اتفاق ہے۔ ہاں البتہ امام مالک اور ہشام بن عروہ بن زبیر نے ان کی شخصیت پر جرح کی ہے۔ لیکن بہت سے محقق علماء نے ان دونوں حضرات کی جرح کا باعث ذاتی رنجشوں کو ٹھہرایا ہے جو محمد ابن اسحاق اور ان ہر دو حضرات کے مابین تھیں۔

ابن اسحاق نے اپنی کتاب "المغازی" میں وہ تمام احادیث و روایات جمع کر دی ہیں جنہیں اس نے بذات خود مدینہ منورہ اور مصر میں سنا تھا۔ یہ کتاب اگرچہ ہمارے دوسرے علمی ورثہ کے ساتھ ضائع ہو گئی اور ہم تک نہ پہنچ سکی، مگر کتاب کے مندرجات ان روایات کے ذریعے محفوظ رہے جو ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اپنے شیخ البکائی کے ذریعے نقل کی ہیں جو ابن اسحاق کا مشہور شاگرد تھا۔

**سیرت ابن ہشام** آپ کا نام و کنیت ابو محمد عبدالملک بن ایوب الحمیری تھا۔ بصرہ میں پرورش پائی اور راختلاف روایات کے مطابق، سن ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔ ابن ہشام نے اپنی کتاب "سیرت النبیؐ" کی تالیف میں ان روایات کو بنیاد بنایا جنہیں آپ کے شیخ البکائی نے ابن اسحاق سے روایت کیا تھا۔ نیز اس میں وہ روایات بھی ذکر کیں

جنہیں خود انہوں نے اپنے دیگر اساتذہ سے بیان کیا تھا جو ابن اسحاق سے رہ گئی تھیں ۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق کی بیان کردہ ان روایات کو نہیں لیا جو اس کے علمی ذوق اور ناقدانہ ملکہ سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں ۔ چنانچہ سیرت کی یہ ایک ایسی کتاب وجود میں آگئی جو سیرت کے ماخذ میں سب سے زیادہ جامع مستند اور گہری تھی اور اسے ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ لوگ اسے مصنف کی جانب ہی منسوب کرنے لگے ۔

سیرت ابن ہشام ، اس کتاب کی اندلس کے دو علماء السہیلی (۵۰۸ ، ۵۸۱ ھ) اور الخشنی (۵۳۵ ، ۶۰۴ ھ) نے شرحیں لکھیں ۔

**طبقات ابن سعد** آپ کا پورا نام محمد بن سعد بن منیع الزھری ہے ۔ بصرہ میں ۱۶۸ ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں سن ۲۳۰ ھ میں وفات کی ۔ آپ مغازی اور سیرت کے مشہور مؤرخ محمد بن عمر واقدی (۱۳۰ ، ۲۰۷ ھ) کے کاتب تھے ۔ ابن سعد نے اپنی کتاب میں سیرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرنے کے بعد صحابہ و تابعین کے ناموں کا ان کے طبقات ، قبائل اور مقامات کے لحاظ سے تذکرہ کیا ہے ۔ آپ کی کتاب " الطبقات " کا شمار سیرت کے قابل اعتماد اور صحابہ و تابعین کے ذکر میں جامعیت کے مرتبہ پر فائز اولین ماخذ میں ہوتا ہے ۔

**تاریخ طبری** آپ کا پورا نام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (۲۲۴ - ۳۱۰ ھ) ہے ۔ آپ امام ، فقیہ ، محدث اور ایک فقہی مسلک کے بانی تھے مگر وہ زیادہ رواج نہ پکڑ سکا ۔ تاریخ کی ایسی کتاب تالیف کی جس میں صرف سیرت نبوی کے بیان پہ اکتفا نہیں کیا بلکہ سیرت کے ذکر کے بعد اپنی وفات تک اسلامی حکومتوں کی تاریخ بھی بیان کی ۔

طبری اپنی روایات میں حجت اور قابل اعتماد مانے جاتے ہیں ۔ مگر وہ بہت سی ضعیف اور باطل روایات بھی ان کے راویوں کی سندوں پر انحصار کرتے ہوئے ذکر کر دیتے ہیں ۔ جن کی حیثیت ان کے عہد میں واضح تھی ۔ طبری نے ابو مخنف سے بھی روایات لی ہیں حالانکہ وہ متعصب شیعہ تھا ۔ اس کے باوجود امام طبری نے اپنی اسناد سے ان کی بہت سی روایات اپنی کتاب میں ذکر کی ہیں ۔ گویا کہ اس طرح انہوں نے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر پورا بوجھ ابو مخنف پر ڈال دیا ہے ۔

**سیرت کی تالیف کی نوعیت میں تبدیلی** اس کے بعد تالیف سیرت کی نوعیت میں تبدیلی آئی چنانچہ سیر کے بعض خاص پہلوؤں کیلئے الگ الگ کتابیں لکھی گئیں اس سلسلے میں اصبہانی کی " دلائل نبوت " ، امام ترمذی کی " شمائل محمدیہ " حافظ ابن قیم کی " زاد المعاد " قاضی عیاض کی " الشفاء " اور امام قسطلانی کی " مواہب لدنیہ " خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ آخری کتاب کی امام زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ ھ) نے آٹھ جلدوں میں شرح لکھی ہے ۔ سیرت رسول ﷺ میں تالیفات کا سلسلہ آج تک جاری ہے علماء نئے اسلوب بیان اور پیرایۂ تالیف کے مطابق سیر لکھ رہے ہیں جو نئی نسل کے ذوق کے مطابق ہے عصر حاضر میں تالیف کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتاب شیخ محمد الخضری کی " نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین " ہے جسے اچھی مقبولیت حاصل ہوئی ہے اور عالم اسلام کے کئی دینی اداروں میں داخل درس ہے ۔